۱۹۳۹ء

قید میں یوسفِ زہراؑ کا ثناں خواں ہوں میں   بزمِ زنداں کے لیے شمعِ شبستاں ہوں میں
ظلمِ اشرار سے خائف نہ ہراساں ہوں میں   حُرؑ کے مانند غلامِ شہِ ذی شاں ہوں میں
قید خانے میں جو ذکرِ شہدا کرتا ہوں
گھر میں فرعون کے موسیٰ کی ثنا کرتا ہوں

یہ، وہ مدحت ہے جو تا روزِ جزا باقی ہے   قید کی یاد بھی ساتھ اس کے سدا باقی ہے
علمِ خالق میں جو ذکرِ شہدا باقی ہے   پھر تو یہ مدح و ثنا بعدِ فنا باقی ہے
شاد کیونکر نہ دمِ مرثیہ خوانی ہوں میں
ہاں مرا نام تو قائم ہے، جو فانی ہوں میں

رمز بھی ہے یہ سخن، رمز کی توضیح بھی ہے   بحر بھی، کوزہ بھی، اجمال بھی، تشریح بھی ہے
پردے پردے میں کنایہ بھی ہے تلمیح بھی ہے   مدح کی مدح بھی تسبیح کی تسبیح بھی ہے
وہ بھی ہے والہ و شیدا جو فلک والا ہے
صورتِ شورِ اذاں قول مرا بالا ہے

ہو نہ کیونکر مرے مصرعوں کا مہِ نَو ہالا   ہے مسلسل یہ سخن دُرِّ نجف کی مالا
شاہ نے چشمِ عنایت سے جو دیکھا بھالا   آبرو بڑھ گئی مدّاح کی بالا بالا
انبیا سنتے ہیں یہ نظم۔ ولی سنتے ہیں
سب سے اعلیٰ یہ شرف ہے کہ علیؑ سنتے ہیں

سُست بندش ہے کوئی اور نہ مضامیں نظری   فرد ہر بیت مرصّع ہے تو ہر بات کھری
ہر رباعی کے ہیں دو شعر نمازِ سحری   پنج سورہ مرا خمسہ ہے۔ میں اثنا عشری
شاہ، شیدا ہے مسدس کا۔ گدا شیدا ہے
کیسے بندے۔ مرے بندوں کا خدا شیدا ہے

گُل مدحت کی جو ہے قید میں خوشبو ساری — صاف ظلمات میں ہیں نور کے چشمے جاری
کیوں مرے دم سے خرابے میں نہ ہو گلکاری — ہوں نسیمِ چمنِ مدحِ رسولِ باری
بوئے اخلاص سے بستہ جو مرا بستا ہے
جو ورق دیکھیے فردوس کا گلدستہ ہے

میرے پھولوں سے گلستاں کو ملی آبادی — مرثیہ پڑھ کے ہزاروں کو جناں دلوادی
مدحتِ عقدہ کشا کا جو ہوں طبعاً عادی — قید ہونے سے مجھے اور ملی آزادی
ہو کے فکروں سے الگ شہ کی ثنا کرتا ہوں
حق غلامی کا کھلے بند ادا کرتا ہوں

جبکہ ہوتی ہے بپا قید میں بزمِ شبیرؑ — شہ کے مدّاح کی ہو جاتی ہے دونی توقیر
ڈھیر اینٹوں کا قرینے سے لگاتے ہیں اسیر — اک نیا بنتا ہے منبر صفتِ خمِ غدیر
ذکرِ شبیرؑ کی رفعت کا قرینہ دیکھو
کلمہ گویو مری معراج کا زینہ دیکھو

رشک فردوس ہے یہ بزمِ شہِ فیض مآب — جس میں تکیے ہیں۔ نہ مسند ہے نہ فرشِ کمخواب
حسنِ اخلاص سے سرشار قلوبِ احباب۔ — نہ تکلف نہ تصنع نہ تبرک نہ گلاب
عشق میں مست ہیں ہو حق کے مچانے والے
خاک پر بیٹھے ہیں دھونی کے رمانے والے

کیا بیاں کیجیے اس مدح و ثنا کا پایا — جس نے زنداں میں بھی اعزاز عطا فرمایا
اٹھ کے ذاکر ابھی منبر پہ نہ آنے پایا — عرش بولا کہ ٹھہر جاؤ، میں کرسی لایا
میں پکارا تری کیا اصل ہے کیا پایا ہے
ورفعنا لک ذکرک، تو یہاں آیا ہے

میں جو عالم میں تولائے علیؑ کا ہوں اسیر — بوریا مجھ کو ہے زنداں میں سلیماں کا سریر
میرے حق میں ہے یہاں خاک پہ سونا اکسیر — بوترابی ہوں زمیں ہے مری فطری جاگیر
وسعتِ دامنِ رحمت ہے یہ کونا میرا
دین تکیہ ہے مرا۔ عشق بچھونا میرا

میں بنارس کے خرابے میں ہوں دلشاد کمال
غمِ احباب نہ کچھ فکرِ عیال و اطفال
ترکِ لذات سے تکلیف نہ فاقوں کا ملال
دال ملتی ہے غذا میں، جو قناعت پہ ہے دال
ڈالتے ہیں جو بہت ظلم کے بانی پانی
دال بھی شرم سے ہو جاتی ہے پانی پانی

حال کیا کیجیے زنداں کی غذا کا تحریر
پاؤں میں جس نے نقاہت کی پنھا دی زنجیر
بھوک اڑ جاتی ہے جاتے ہیں جو مطبخ میں اسیر
صورتِ طینتِ بدذات ہے آٹے کا خمیر
سبزیاں تلخئ ایام کا غم کھاتی ہیں
روٹیوں کا ہے جگر داغ۔ جلی جاتی ہیں

رستمِ وقت یہاں کے ہیں جو سارے عمّال
شل مردے کے اکڑتے ہیں یہ بدذات کمال
لوگ کہتے ہیں۔ الٰہی ہمیں زنداں سے نکال
لب پہ آتا ہے مرے شیخِ حزیں کا یہ مقال
از بنارس نہ رَوَم معبدِ عام است ایں جا
ہر برہمن پسرے لچھمن و رام است ایں جا

عمر بھر قید کا واللہ نہ بھولے گا مزا
جس میں آزاد ہیں سب عاشقِ شاہِ شہدا
یا علیؑ کے کبھی نعرے ہیں کبھی بزمِ عزا
کبھی مجلس کبھی ماتم کبھی حیدرؑ کی ثنا
مدحتِ آل کا دن رات جو دَم بھرتے ہیں
خاص جو کام خدا کا ہے وہ ہم کرتے ہیں

یاں نظر بند محبت کے جو ہیں متوالے
سرفروشوں میں ہیں یہ خلق کے دیکھے بھالے
خاک پر بیٹھے ہیں کھولے ہوئے کمبل کالے
اک نظر دیکھ لے تو بھی مرے کملی والے
عاشقِ آل ہیں۔ حیدر کے تولائی ہیں
تیرے یوسف کے خریدار یہ سودائی ہیں

مجتمع ہیں جو یہاں عاشقِ شاہِ مدنی
ان میں کل ہند کے شامل ہیں شجاعت کے دھنی
ہیں ہر اک گوشے کے دو چار یہاں پنجتنی
دل میں ہے جوشِ ولا۔ ولولۂ بت شکنی
کیوں جگر دار نہ ہوں حق کے وَلی کے بندے
کچھ فراری تو نہیں۔ سب ہیں علیؑ کے بندے

جس نے کفار کی ہستی کو مٹایا۔ وہ علیؑ — جس نے اسلام کو اسلام بنایا وہ علیؑ
جس نے سوئی ہوئی دنیا کو جگایا۔ وہ علیؑ — جس نے جاگے ہوئے فتنے کو سلایا وہ علیؑ
جس کے مانند کوئی ایک بھی جرّار نہیں
کرّوفرّ دیکھیے۔ کرّار ہے۔ فرار نہیں

وہ علیؑ۔ تھا جو محمدؐ کے گھرانے والا — جُم کے ہنگام وغا رنگ جمانے والا
تن کے مرحب سے تہمتن کو۔ دبانے والا — بڑھ کے جولیں درِ خیبر کی ہلانے والا
نام سے جس کے جن وانس لرز جاتے ہیں
گو ملک دور ہیں۔ پر خوف سے تھرّاتے ہیں

یا علیؑ کے جو ہیں نعرے سحر و شام یہاں — رعب سے کانپتے ہیں منتظمین زنداں
سر بکف صورت عباسؑ ہیں ملت کے جواں — تن کے اب تیر بنے۔ پیر جو تھے مثلِ کماں
طفل بھی قید ہیں کچھ۔ اپنے اب وجد کی طرح
شیر ہیں سینہ سپر عونؑ و محمد کی طرح

اُلفت شیرِ خدا کا جو پیے ہیں بادہ — جان دینے پہ ہیں یہ طفل حسینؑ آمادہ
کوئی نازوں کا پلا ہے تو کوئی شہزادہ — باپ دادا کی طرح قید کے ہیں دلدادہ
آنکھیں کہتی ہیں کہ بچوں میں ہر اک غازی ہے
کھیل کا کھیل ہے۔ جانبازی کی جانبازی ہے

بہر امداد ہے خالق کی حمایت کافی — دل بڑھانے کو یداللہ کی اُلفت کافی
نورِ نجم العلما بہر ہدایت کافی — ناصر الملت والدّین کی نصرت کافی
فکر کیا ہے۔ جو نہیں مہدیِ غائب۔ حاضر
مطمئن خود ہے مُنیب۔ ایسے ہیں نائب حاضر

ان کے ایما سے جو یاں آتے ہیں سب پنجتنی — قید خانے کی تکالیف میں بھی دل ہے غنی
سُن لے اب کھول کے کانوں کو یہ دنیائے دَنی — ہم بنارس میں ہیں۔ کچھ دور نہیں بت شکنی
خاک کر دیں گے ہر اک کفر کے کاشانے کو
ہم نے کعبہ تو بنا چھوڑا ہے بُت خانے کو

گو کہ بیمار ہے یہ عبدِ مسیحائے زماں　　ہے مگر فیض سے مولا کے وہی تاب و تواں
سات دانے جو بغل میں نکل آئے ہیں یہاں　　سوز سینے کا مرے ۔ ان کی ہے سوزش سے عیاں
یہ نہ لالے ہیں نہ شعلے ہیں نہ انگارے ہیں
فلکِ عشق کے ساتوں یہی سیّارے ہیں

قید میں ہیں مرے دلسوز جو یہ آتشِ بار　　وہ حرارت ہے کہ جلتا ہے تنِ زار و نزار
سرعتِ نبض جو ہوتی ہے زیادہ ہر بار　　تپ نہ سمجھو مرے دل کا یہ نکلتا ہے بخار
لطف آجائے جو ایسے میں گزر جاؤں میں
زندگی ہو جو اسی قید میں مرجاؤں میں

ہو گیا قید میں بیمار جو یہ عبدِ حقیر　　اُلفت زین عبا کی ہے یہ ادنیٰ تاثیر
عشق ہو جائے مکمل جو پہن لوں زنجیر　　ساتھ کنبے کے کیا جائے مجھے بھی تشہیر
تازیانے بھی جو کھاؤں تو نہ فریاد کروں
غش سے جب آنکھ کھلے مدحتِ سجاد کروں

مصحفِ منزلِ یٰسین مبیں ہیں سجّاد　　خضرِ وادیٔ عرفان و یقیں ہیں سجاد
خاتمِ صبر و تحمل کے نگیں ہیں سجّاد　　چار معصوموں کے سجادہ نشیں ہیں سجاد
خلق میں جیسے علیؑ ہیں شہِ لولاک کے بعد
ہو بہو ایسے ہیں یہ پنجتنِ پاک کے بعد

صلح میں ہیں یہ حسنؑ ۔ صبر میں شاہِ شہدا　　حلم میں نفسِ نبیؐ ۔ خلق میں محبوبِ خدا
عیسیِ دردِ مصیبت ۔ تپِ عصیاں کی دوا　　خود مریض اور مریضوں کے لیے خاکِ شفا
دمِ عیسیٰ جو دہن میں ہے زباں کی صورت
معجزے ہاتھ میں ہیں نبضِ رواں کی صورت

مثلِ شبیر جو راضی برضا ہیں سجّاد　　زندگی میں بھی شریکِ شہدا ہیں سجاد
ہر بُنِ مُو سے جو مصروفِ دعا ہیں سجّاد　　تن مصلے پہ ہے اور پیشِ خدا ہیں سجاد
نہ ملے اور کو ایسا نہ ملا ہے بیٹا
باپ ہے آلِ عبا ۔ زینِ عبا ہے بیٹا

عمر مولا کی ہوئی حق کی عبادت میں بسر ۔۔۔ ایسے معصوم کا عابد نہ لقب ہو کیونکر
صدفِ صبر کے دُر۔ بحرِ شہادت کے گہر ۔۔۔ تین اماموں کے جگر۔ آٹھ اماموں کے پدر

تا قیام آپ کے صدقے میں جہاں قائم ہے
ان کے قائم سے نماز اور اذاں قائم ہے

وارثِ دبدبہ و زورِ خداداد علیؑ ۔۔۔ حریت بخش جہاں۔ یوسفِ آزاد علیؑ
ضامنِ نسلِ نبیؐ ۔ آدمِ اولادِ علیؑ ۔۔۔ خود بلا میں یہ بلاؤں کے لیے نادِ علیؑ

غیر بھی کہتے ہیں سُن سُن کے وظیفہ ان کا
دین و دنیا کی ضمانت ہے صحیفہ ان کا

حُجتِ ہستیِ معبود وجودِ ذی جود ۔۔۔ ان سے توحید کی بود اور نبوت کی نمود
ایسے بندے کہ مباہات کرے ربِ ودود ۔۔۔ یہ وہ گُل ہیں کہ محمدؐ بھی پڑھیں جن پہ درود

ایک جَد ان کے نبیؐ۔ ایک ولی۔ باپ امام
بیٹے پوتے بھی امام آپ کے۔ اور آپ امام

حق کے محبوب کے پیارے کے دلارے یہ ہیں ۔۔۔ آل کی ڈوبتی کشتی کے سہارے یہ ہیں
قمرِ فاطمہؑ کی آنکھ کے تارے یہ ہیں ۔۔۔ چاند کے چاند۔ ستارے کے ستارے یہ ہیں

کیوں نہ ہو دافعِ ظلمت یہ شہِ بدر کا چاند
جس کا پوتا بھی جہاں میں ہے شبِ قدر کا چاند

فلکِ صبر و تحمل کے یہ ہیں ماہِ تمام ۔۔۔ حِلم میں آئنۂ حلمِ رسولِ اسلام
اِک تو ہمنامِ علیؑ۔ دوسرے حق کے ہمنام ۔۔۔ تیسرے عترتِ محبوبِ خدا۔ چوتھے امام

جن کے نانا ہیں محمدؐ یہ ولی ایسے ہیں
جن کا بیٹا بھی محمدؐ۔ یہ علیؑ ایسے ہیں

وارثِ احمدِ مختار۔ امیرِ کونین ۔۔۔ کوکبِ اوجِ وفا۔ ماہ شہِ بدر و حنین
سورۂ عاد بھی دیکھا کرے وہ نور العین ۔۔۔ حسنؑ پاک کے داماد۔ علیؑ بن حسینؑ

ثانیِ حیدرِ کرار ہیں۔ احمدؐ کی قسم
یہ علیؑ چوتھے خلیفہ ہیں۔ محمدؐ کی قسم

ایسا دادا ہے کہ جس کی ہے شجاعت مشہور
ایسی دادی کہ دو عالم میں طہارت مشہور
ماں وہ ہے، جس کے گھرانے کی عدالت مشہور
باپ وہ۔ جس سے محمدؐ کی رسالت مشہور
ایسا نانا ہے جسے وحیِ خدا آتی ہے
قید میں عقدہ کشائی ہیں یہ شرف ذاتی ہے

نائبِ ختمِ رسل ہیں یہ امامِ ازلی
خود ولی اور ولیعہد محمدؐ سا ولی
چمنِ صبر کے گل، باغِ شفاعت کی کلی
نورِ عینِ نبوی نرگسِ بیمارِ علیؑ
سب سے آگے رہِ تسلیم میں بیمار بڑھا
شکر بڑھتا ہی گیا جس قدر آزار بڑھا

وہ جبیں نور میں جو غیرتِ ماہِ کنعاں
وہ لبِ پاک جو گویا ہے کتابِ یزداں
وہ زباں جس پہ یہ ہے بلبلِ سدرہ کو گماں
پنکھڑی پھول کی رکھی ہے میانِ قرآں
یاد آتا ہے خدا۔ رخ میں جلالت ایسی
ایک مصحف میں نہیں نور کی صورت ایسی

ہے زباں موجۂ دریائے کمالاتِ سلف
دہنِ پاک ہے عمانِ رسالت کی صدف
وہ چمکتے ہوئے دنداں گہرِ درجِ شرف
آبرو جس سے ہے تسبیح کی۔ وہ دُرِ نجف
جو کہے دُر عدن عشق میں وہ کچا ہے
قلزمِ علم کے موتی جو کہے سچا ہے

حق نے بخشی ہے انہیں سیرتِ زیبا کیا خوب
آب اشکوں کا، تو دردوں کی غذا ہے مرغوب
صبر میں نوحِ غریباں ہیں رضا میں ایوب
قید میں یوسفِ کنعاں۔ تو بکا میں یعقوب
فخرِ صالح بھی ہیں عترت کے شتربان بھی ہیں
خود ہوا کو بھی ترستے ہیں سلیمان بھی ہیں

وجہِ آزادیِ دیں ہیں یہ اسیرِ زنداں
قفسِ جور و جفا میں نفسِ مَن داماں
کورِ باطن کی حکومت میں ضمیرِ قرآں
طوق و زنجیر میں جکڑی ہوئی وحیِ یزداں
یہ نہ ہوتے تو رسالت نہ امامت ہوتی
بعد شبیرؑ کے ہوتی تو قیامت ہوتی

ایسا عابد کہیں دیکھا نہ عبادت ایسی　　مفتخر جس پہ ہے طاعت بھی اطاعت ایسی
نخل اسلام کا قامت ہے اقامت ایسی　　آج تک دین ہے سرسبز ریاضت ایسی
روز و شب ذکر سے شاداں دلِ ناشاد ہوا
اتنے سجدے جو کیے نام ہی سجّاد ہوا

اس کی کیا مدح ہو ہر درد کا جو ہے شافی　　وصف اتنے ہیں کہ ممکن ہی نہیں وصّافی
ہیں حدیثیں سندِ زہد و ورع میں کافی　　لو بخاری بھی سہی۔ گر نہ ہو کافی وافی
اہلِ تاریخ نے اس بات کو دہرایا ہے
موتی جھوٹا نہیں سچوں نے یہ فرمایا ہے

اژدہا بن کے بڑھا ایک دن ابلیس ادھر　　لے لیا پاؤں مصلّے پہ دہن کے اندر
بل پڑا ماتھے پہ عابدؑ کے نہ بگڑے تیور　　بعد تسبیح کہا۔ مار خدا کی تجھ پر
لعن سنتے ہی انہیں زین عبا مان لیا
پوتے حیدرؑ کے ہیں۔ موذی نے بھی پہچان لیا

اپنے بیگانے ہیں سب قدرشناس مولا　　آج تک حجِ ہشام اس کا ہے شاہد بخدا
سنگِ اسود کو جو بوسے کو سیہ کار بڑھا　　تھی وہاں کثرتِ مردم سے نہ تل دھرنے کی جا
لاکھ کوشاں تھے خدم۔ پر نہ جگہ پاتا تھا
شاہ قدموں میں فقیروں کے گرا جاتا تھا

ناگہاں دور سے آیا نظر اک مردِ خدا　　بر میں کہنہ تھی عبا۔ دست مطہر میں عصا
چار سو اس کے رخِ پاک کی پھیلی جو ضیا　　ابر مجمع کا پھٹا۔ راہ کھلی۔ شور گھٹا
جس نے دیکھا یہی بولا مرا دل جاتا ہے
ایک سے پوچھتا تھا ایک یہ کون آتا ہے

دشمنِ آلِ نبیؐ تھا جو ہشام خودسر　　بن گیا جان کے انجان عدوئے حیدرؑ
مشتعل بغض کے شعلوں سے جو اس کا تھا جگر　　دے دیے چھینٹے فرزدق نے قصیدہ پڑھ کر
تھا یہ مطلب کہ خدم سے نہ حشم سے پوچھو
تم بصیرت سے ہو محروم تو ہم سے پوچھو

سـ یہ وہ ہے جس کی طریقت سے ہے واقف بطحا
حرم و کعبہ میں عارف تو شناسا دنیا [۱]
تھا جو سب خلق سے بہتر یہ پسر ہے اس کا
پاک بھی صاف بھی مشہور بھی اہل التقویٰ

یہ نشانی بخدا احمدِ مختار کی ہے
صلوات اس پہ سدا خالقِ غفار کی ہے

نام اس کا ہے علیؑ ۔ جد ہیں رسول اکرمؐ
راہ یاب اس کے ہیں انوارِ ہدایت سے امم
حمزہ و جعفر طیار قتیل و ضیغم
ہیں اسی کے تو چچا اس کی محبت کی قسم

دلِ زہراؑ ۔ جگرِ ابن ابی طالبؑ ہے
جس کی شمشیرِ دو دم موت پہ بھی غالب ہے

کیا مضر ہے ترا کہنا کہ یہ ہے کون بشر
تو نہ پہچانے مگر جانتی ہے دنیا بھر
بوسہ دینے کو وہ آیا ہے جو ہو جائے خبر
چوم لے نقشِ قدم خاک پہ اسود گر کر

کچھ نہیں دور کہ وہ اس کے جو پاس آئے گا
دیکھ کر دستِ مبارک یہ لپٹ جائے گا

سـ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته
والبیت یعرفه والحل والحرم
هذا ابن خیر عباد الله کلهم
هذا التقی النقی الطاهر العلم

هذا الذی احمد المختار والده
صلی الاله علیه ما جری القلم

هذا علی رسول الله والده
امست بنور هداه تهتدی الامم
هذا الذی عمه الطیار جعفر والـ
مقتول حمزة لیث حبه قسم

هذا ابن سیدة النسوان فاطمة
وابن العلی الذی فی سیفه سقم

ولیس قولک من هذا بضائره
العرب تعرف من انکرت والعجم
لو یعلم الرکن من جاء یلثمه
لخر یلثم منه ما وطا القدم

یکاد یمسکه عرفان راحته
رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

کہتے ہیں سب قرشی دیکھ کے ان کو یہ بات — منتہائے کرم و فضل انہیں کے ہیں صفات
حامل بار مصیبت زدگاں ان کی ذات — ان کی نعمات میں سیرت کی طرح لطف نبات

ابن زہرا ہیں جو تو نے نہیں پہچانا ہے
ان کا نانا ہے جسے ختم رسل مانا ہے

ہے ہدایت کی چمک صبح جبیں سے پیدا — ظلمتیں کھوتی ہے سورج کی طرح جس کی ضیا
اصل ہیں آپ کے شجرے کی رسول دوسرا — نیک خو نیک سیر پاک نسب صلّ علیٰ

قول اسلاف کا حاصل جو سخن ہے ان کا
پھول ہی جھڑتے ہیں جس سے وہ دہن ہے ان کا

ازلی فضل و شرف حق نے کیا ان کو عطا — لوح میں صاف ہے محفوظ یہ فرمان قضا
جس کی ہتھیلی ہے مہک۔ ہاتھ میں ایسا ہے عصا — ناک اونچی ہے حیا داروں میں صورت زیبا

ان کا نانا ہے رسولان سلف میں اولیٰ
جس کی امت بھی ہے اوروں سے شرف میں اولیٰ

اذا راته قریش قال قائلها — الیٰ مکارم هٰذا ینتهی الکرم
حمال اثقال اقوام اذا فدحوا — حلو الشمائل تحلو عنده النعم

هٰذا ابن فاطمة ان کنت جاهله
بجده انبیاء الله قد ختموا

ینشق نور الهدیٰ عن صبح غرته — کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم
منشقة من رسول الله نبعته — طابت عناصره والخیم والشیم

ان قال قال بما یهوی جمیعهم
وان تکلم یوماً زانه الکلم

اَللّٰه شرّفه قدما و فضّله — جریٰ بذلك فی الواحه القلم
فی کفه خیزران ریحه عبق — من کفّ اروع فی عرنینه شمم

من جدّه دان فضل الانبیاء له
وفضل امته دانت له الامم

۷ عام جن کی ہے عطا۔ ہاتھ ہیں وہ ابرِ کرم — نقص ذرہ نہیں، گو صرف عطا ہیں پیہم
نیک خو ایسے کہ غصے کا نہیں ڈر اک دم — کیوں نہ ہو ان کی ہیں زینت کرم و علم بہم
گر کبھی غیظ میں اعدا کی جفا لاتی ہے
شیر تو چیز ہے کیا موت بھی تھراتی ہے

کس کی گردن پہ نہیں بارِ میانِ خلقت — ان کے اسلاف کی یا خاص انہیں کی نعمت
کیوں نہ وعدے کے ہوں سچے کہ ہیں عالی طینت — عزم میں حزم ہے شامل تو سخا میں وسعت
نقطۂ اوج جو اس اہلِ حشم نے پایا
دینِ حق میں نہ عرب نے نہ عجم نے پایا

کفر و دیں ان کے گھرانے سے عناد اور ولا — مغفرت قرب میں جن کے ہے وہ ایسے ملجا
جب پڑے قحط تو ہیں فیض کے بادل گویا — جب پڑے رن تو وہی رن میں ہیں شیرِ ہیجا
اہلِ تقویٰ کا جو ہو ذکر تو وہ اولیٰ ہیں
بہتر از خلق کو پوچھو تو وہی مولیٰ ہیں

---

۵ كلتا يديه غياث عم نفعهما — يستوكفان ولا يعروهما عدم
سهل الخليقة لا تخشى بوادره — يزينه الخصلتان العلم والكرم
الليث اهون منه حين تبغضه
والموت ايسر منه حين يهتضم

اي الخلائق ليست في رقابهم — لاولية هذا اوله نعم
لا يخلف الميعاد ميمون نقيبته — رحب الفناء اريب حين يعتزم
ينموا الى ذروة العز التي قصرت
عن نيلها عرب الاسلام والعجم

من معشر حبهم دين وبغضهم — كفر وقربهم منجى ومعتصم
هم الغيوث اذا ما ازمة ازمت — والليث ليث الشرى والباس محتزم
ان عد اهل التقى كانوا ائمتهم
او قيل من خير خلق الله قيل هم

سب سے ما قبل ہیں ما بعدِ خدا۔ ان کے نام — ہر سخن کا وہی آغاز۔ وہی ہیں انجام
ان کی الفت سبب دفع ہموم و آلام — نعمتیں جن کی کنیزیں ہیں تو احساں ہے غلام
کس میں ہمت ہے سخاوت جو دکھائے ان کی
لاکھ فیاض بنے حد کو نہ پائے ان کی
دستِ فیاض کو ہوتا نہیں عسرت سے زوال — پاس ہو یا کہ نہ ہو مال برابر ہے مآل
ہے وہ مابینِ قریش ان کے مکانوں کا جمال — جو مصائب میں سہارا ہے مسائل میں ثمال
خود صحابہ بھی طلبگار مدد رہتے ہیں
وہ چھپاتے ہیں چھپایا کریں ہم کہتے ہیں
رعب وہ چشم حیا میں کہ جھکے چشم جہاں — مسکرائیں جو نہ یہ کب ہے سخن کا امکاں
آشنا لَا سے ہوئی صرف تشہد میں زباں — یہ نہ ہوتا تو نہیں آپ کی ہو جاتی، ہاں
عام احسان جو ان کا پئے جمہور ہوا
غم مٹا۔ فقر اٹھا۔ رنج والم دور ہوا

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم — فی کل بدءٍ ومختوم بہ الکلم
یستدفع الشر والبلوی بحبہم — ویسترق بہ الاحسان والنعم
لا یستطیع جواد بعد غایتہم
ولا یدانیہم قوم وان کرموا
لا ینقص العسر بسطاً من اکفہم — سیّان ذٰلک ان اثروا وان عدموا
بیوتہم من قریش یستضاء بہ — فی النائبات وعند الحکم ان حکموا
مراطن قد علت فی کل نائبۃ
علی الصحابۃ لم اکتم وان کتموا
یغضی حیاء ویغضیٰ من مہابتہ — فما یکلم الا حین یتبسم
ما قال لا قط الا فی تشہدہ — لولا تشہد کانت لاءہ نعم
عم البریۃ بالاحسان فانقشعت
عنہا الغیابۃ والاملاق والعدم

٥ قرشی نسل سے ہیں آپ کے آبائے کرام — اک ہی ایک علی جو کہ ہے بعد ان کے امام
جس کی توقیر پہ شاہد ہیں جو سوچیں خود کام — خندق و بدر و احد اور شکست اصنام

آپ کو جانا ہے مولا ۔ عرفاتے رب نے
پایا ہے دینِ خدا گھر سے انہیں کے سب نے

ہاں نسیم چمنستانِ رسولِ اکرم — آج مولا سے ملا تجھ کو فرزدق کا حشم
شاہ سے بارہ ہزار اس نے جو پائے تھے درم — تیری محنت کا صلہ بارہ اماموں کا کرم

دمبدم تو جو شہ دیں کی ثنا پڑھتا ہے
لطف یہ ہے کہ خدا صلِ علیٰ پڑھتا ہے

اے زہے منزلتِ نورِ نگاہِ شبیر — معنیٔ حلم کی گویا ہے سراپا تصویر
یوں ہوتے شام میں یہ طوق پہن کر تشہیر — بن گئی کشتیٔ اسلام کا لنگر زنجیر

یہ جو خاموش رہے موذیوں کا دم نکلا
ان کی زنجیر سے زنجیر کا ماتم نکلا

کیوں نہ ہوں خلق سے اعلیٰ یہ امام ازلی — ان کے پوتے بھی علیؑ خود بھی علی جد بھی علیؑ
وہ بھی مولائے جہاں، یہ بھی دو عالم کے ولی — فرق دونوں میں ہے اتنا کہ وہ گل ہیں یہ کلی

آگے پیچھے ہیں رواں دونوں یہ ایمان کے چاند
مرتضیٰ ماہِ رجب ہیں تو یہ شعبان کے چاند

مولدِ یوسفِ آزادِ علیؑ پڑھتا ہوں — وجد کا حال بہ امدادِ علیؑ پڑھتا ہوں
کبھی صلوات کبھی نادِ علیؑ پڑھتا ہوں — یا علی آؤ کہ میلادِ علیؑ پڑھتا ہوں

لو مری نظم کے سننے کو ولی آ پہنچے
طبع بھی ہو گئی اعلیٰ کہ علیؑ آ پہنچے

---

٥ ابائه من قريش في ارومتها — محمد وعلي بعده علم
بدر له شاهد والشعب من احد — والخندقان ويوم الفتح ان علموا

من يعرف الله يعرف اولية ذا
فالدين من بيت هذا ناله الامم

اے گلو قاسمِ جنت کی سواری آئی — رُت پھری۔ پھول کھلے فصلِ بہاری آئی
ہر گلگشت جہاں رحمت باری آئی — پھول تو پھول چکے۔ اب مری باری آئی

ہاں نسیم آج دکھادے جو روش ذاتی ہے
ہر کلی کھل کے کہے بوئے شمیم آتی ہے

آج عالم کا مسرت سے عجب عالم ہے — گل بھی بشاش ہیں بلبل بھی خوش و خرم ہے
دمبدم باعثِ فرحت جو صبا کا دم ہے — سجدۂ شکر میں ہر شاخ خوشی سے خم ہے

شور و غل ہے کہ تری شان کے قربان اللہ
غنچۂ گل کی تسبیح ہے سبحان اللہ

خلد کی آب فزوں تر ہوئی، پھولوں کی بہار — قصر کے نقش و نگار اور نگاروں کا سنگھار
دیدۂ نرگسِ شہلا کے مسیحا بیمار — پھول مانند حسین ابن علی۔ گلِ رخسار

ہر کلی کھل کے جو یا عقدہ کشا کہتی ہے
کھل کے جنت کی ہوا صلِ علیٰ کہتی ہے

زعفرانی وہ ہزارے کہ مسرت انگیز — وہ ہوا روح فزا جس سے فضا عنبر بیز
وہ ہر اک بیل دل آویز وہ شاخیں گل ریز — گل بھی غنچے بھی نئے۔ غنچہ دہن بھی نوخیز

کون سا پھول چنیں، ایک پہ اک غالب ہے
رنگِ میلادِ علیؑ ابن ابی طالب ہے

جو شجر ہے وہ مے حسن سے مستانہ ہے — حورِ فردوس دولھن۔ قصر جلو خانہ ہے
جشن میلاد ہے یا جلسۂ رندانہ ہے — کہیں بادہ، کہیں شیشہ، کہیں پیمانہ ہے

دورِ قرآں ہے۔ جدھر آج نظر مڑتی ہے
الفتِ ساقیِ کوثر کی شراب اڑتی ہے

طرب انگیز وہ منظر وہ فضا روح فزا — آج تک جس کے تصور میں بھی آتا ہے مزا
مجلس شہ میں محب کھاتے ہیں جنت کی ہوا — دور سے گوشِ عقیدت میں یہ آتی ہے صدا

مے کشو بڑھ کے مۓ ناب کے پیمانے لو
صورتِ شمع بنو۔ خلد کے پروانے لو

ہاں مرے ساقیٔ مہوش کوئی ساغر دینا   فاقہ مستوں کو مے طاہر و اطہر دینا
عطرِ کوثر کا، نہ تسنیم کا جوہر دینا   آج تو بادۂ وحدت کا مقطر دینا
صاف مے ایسی ہو ساقی، ترا سینہ جیسے
ایسی خوشبو ہو محمدؐ کا پسینہ جیسے

تو ازل سے مرا قلقل کا سنانے والا   میں قدیمی ترا ہوں حق کا مچانے والا
چار پشتوں سے ہوں پھیری جو لگانے والا   بے مۓ ناب پیے میں نہیں جانے والا
نامِ عابدؐ کی مجھے بھیک عطا ہو ساقی
اب بُرا حال ہے۔ میکش کا۔ بھلا ہو ساقی

کشتیٔ مے سوئے تسنیم بہا دے ساقی   جلد بیڑے کو مرے پار لگا دے ساقی
اپنی جنت کا بھی اک دور دکھا دے ساقی   خود پیوں گا مجھے کوثر پہ بٹھا دے ساقی
بار ساغر نہ اٹھے گا ترے مستانے سے
ہیں جو کم ظرف وہ مے پیتے ہیں پیمانے سے

وہ پلا جام کہ مہتاب ہے جس کا ہالا   جو ازل سے ہے ترے رند کا دیکھا بھالا
میں تو انسان ہوں جبریل بھی ہے متوالا   مجھ سے بھی پہلے وہ پیتا رہا بالا بالا
جانِ تعمیر ہے یاں جو بھی خراباتی ہے
لبِ مینا سے بھی حق حق کی صدا آتی ہے

پرتو نورِ ازل، جامِ ضیا بار پلا   جس کا قطرہ ترا کوثر ہے وہ زخّار پلا
جان کر مجھ کو بھی الفت کا خریدار پلا   اپنے یوسف کا تصدق سرِ بازار پلا
طالبِ اجرِ رسالت دلِ دیوانہ ہے
جانِ حاضر ہے سرِ دست۔ یہ بیعانہ ہے

دل قوی ہو۔ جو یہ مے خوف و خطر میں پی لیں   پھر نہ رہزن کا حذر ہو۔ جو سفر میں پی لیں
کبھی مسجد میں کبھی راہگزر میں پی لیں   بے تکلف کبھی اللہ کے گھر میں پی لیں
رال اپنی تو ٹپکتی ہے اسی بادے پر
جس کو سجاد پییں بیٹھ کے سجادے پر

قدرداں جس کے ہیں سلطانِ حجازی وہ شراب　　جس کا ساقی ہے خداوندِ مجازی وہ شراب
مے کوثر سے کبھی جو لے گئی بازی وہ شراب　　عین روزے میں پییں جس کو نمازی وہ شراب
انبیا جس کا عبادت میں بھی دم بھرتے ہیں
جس سے خود بانیِ اسلام وضو کرتے ہیں

عربی ہو، نجفی ہو، مدنی ہو ساقی　　فاطمی اور حسینی حسنی ہو ساقی
مختصر یہ کہ مئے پنجتنی ہو ساقی　　مدتوں پردۂ غیبت میں چھپی ہو ساقی
جس کو پی کر مے کوثر کا قبالہ مل جائے
اور تو ایک طرف بانٹنے والا مل جائے

ساقیا جان نکلنے کو ہے پردے سے نکل　　وعدہ فردا کا سہی۔ آج تو دل ہے بے کل
نہ ہٹا گیسوئے غیبت کا جو رخ سے بادل　　کا کل شاہدِ اسلام میں پڑ جائیں گے بل
حشر ہو گا شبِ فرقت کی سحر ہونے تک
"کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک"

مژدہ اے بادہ کشو بخت ہمارا چمکا　　مے پرستی کو اٹھو صبح کا تارا چمکا
قلزمِ زہد و عبادت کا کنارا چمکا　　صبرِ ایوب کی قسمت کا ستارا چمکا
غل ہوا وادیِ غربت کا سہارا آیا
منزلِ صاحبِ والنجم میں تارا آیا

خلق میں آتے ہی معصوم نے سجدہ جو کیا　　بڑھ کے آغوش میں بچے کو امامت نے لیا
چوم کر رخ کو پکاری یہ محمد کی ضیا　　یہ چراغِ حرمِ پاک خدا کا ہے دیا
لال بانو کو ملا خیبر ورا کے گھر میں
طاقِ کسریٰ کی جلی شمع خدا کے گھر میں

ہو بہو رخ سے جو دادا کا تجمل تھا جلی　　نام پوتے کا رکھا حیدر صفدر نے علی
گردشِ چشم پکاری کہ یہ مہرو ہے دلی　　تلخی صبر ہے اس لال کو مصری کی ڈلی
حلم چہرے سے ٹپکتا ہے۔ رکا آنکھوں سے
گریۂ حضرتِ یعقوب گرا آنکھوں سے

خوابِ سیّد والا نے کہا۔ لو بھائی
چاند سا لال یہ خالق نے دیا۔ لو بھائی
اپنے فرزند کو گودی میں اٹھا لو بھائی
گھر کو آباد کریں گے انہیں پالو بھائی
وہ خوشی ہے کہ ہر اک محوِ دعا ہوتا ہے
آج دیکھیں ہمیں کیا نیگ عطا ہوتا ہے

مسکرانے لگے یہ سُن کے امامِ والا
بولے شفقت سے کہ لے لیجیو پھر۔ جلدی کیا
سن کے یہ ہوگئیں خاموش جو بنتِ زہرؑا
بولیں کلثوم کہ حق تو ابھی لیں گے بھیا
کیجیے پھول عطا۔ دولت و زر کے بدلے
دیجیے ہم کو یہی لال گہر کے بدلے

شہ نے خوش ہو کے دیا لال انھوں نے پالا
یوں بلا گرد رہیں جیسے قمر پر ہالا
تھیں جو عابدؑ پہ فدا مثلِ امام والا
مصحف زانوئے اقدس تھا مرادوں والا
رات دن فضلِ خدا سے جو سن و سال بڑھا
قد و قامت صفتِ شوکت و اقبال بڑھا

شاملِ حال جو ہر دم تھی خدا کی تائید
ہوگیا فخرِ گھرانے کا یہ فرزندِ سعید
باپ شبیر سا، بیٹا بھی ہو عابد سا رشید
دونوں شعبان کے مولود، محرّم کے شہید
وہ کیا کام جو دنیا میں کسی سے نہ ہوا
اس طرح صبر۔ نبیؐ اور علیؑ سے نہ ہوا

گو کہ دل پر غمِ انصار اٹھایا شہ نے
داغِ عباسِ علمدار اٹھایا شہ نے
اپنی طاقت سے سوا بار اٹھایا شہ نے
لاشۂ اکبرِ جرّار اٹھایا شہ نے
پھر بھی ممکن یہ نہ تھا آپ یہ محشر دیکھیں
مجمعِ عام میں زینب کو کھُلے سر دیکھیں

بڑھ گئے حلم میں سجاد مریض و دلگیر
ماں پھوپی۔ ہوگئیں سب سامنے آنکھوں کے اسیر
شوق میں بخششِ امت کے پہن لی زنجیر
ساربان بن کے ہوئے ساتھ حرم کے تشہیر
دمبدم ضعف و نقاہت سے جو گر جاتے تھے
تازیانے کبھی کھاتے کبھی غش کھاتے تھے

دیکھ کر نیزے پہ سر باپ کا روتے تھے اگر — ظلم کرتے تھے شقی نوک سناں سے ان پر
رخ پہ ماں بہنوں کے جاتی تھی جو بلوے میں نظر — سر جھکا لیتے تھے بس تھام کے ہاتھوں سے جگر
شام تک دشتِ ستم سے یہ دلِ زار گئے
خاک بازار کی چھانی سرِ دربار گئے

چرخ کا دیکھ کے نیرنگ میانِ دربار — غم نصیبوں کو ملا گوشۂ زنداں میں قرار
وہ مریضِ غمِ فرقت وہ مکاں تیرہ و تار — در و دیوار شکستہ کہیں عقرب کہیں مار
رحم کھاتا تھا نہ کوئی نہ بکا سنتا تھا
ایک تو ہند حزیں۔ ایک خدا سنتا تھا

ہند کہتی تھی ارے کون یہ جاں کھوتا ہے — جس کی فریاد کو سُن سُن کے قلق ہوتا ہے
غمزدہ وہ ہے کہ شب کو بھی نہیں سوتا ہے — دل مرا پھٹتا ہے صدمے سے یہ جب روتا ہے
کون بیوہ ہے جو یوں اشکوں سے منہ دھوتی ہے
جس طرح اپنے جواں لال کو ماں روتی ہے

بولی اک لونڈی نہ غم کھایئے بی بی میں فدا — یاں کسی کے ہیں حرم قید جو کرتے ہیں بکا
ہند بولی کہ یہ ہیں کون، کہو بہرِ خدا — وہ نہ ہو بات کہیں، جس کا مجھے ہے کھٹکا
خواب میں رات جو زہرا مرے گھر آئی تھیں
خاک چہرے پہ ملے برہنہ سر آئی تھیں

مجھ سے فرماتی تھیں کچھ راہِ خدا دے مجکو — ظالموں سے سرِ شبیر دلا دے مجکو
بال بکھرائے ہوں چادر تو اڑھا دے مجکو — ہند اب قید سے للہ چھڑا دے مجکو
دیس میں تیرے مصیبت میں گرفتار ہوں میں
یوں لٹی ہوں کہ بہتر کی عزادار ہوں میں

میں ابھی جاؤں گی زنداں میں کنیزو آؤ — چوبداروں سے کہو لائیں قناتیں، جاؤ
کھانا پانی بھی اسیروں کے لیے منگواؤ — ان غریبوں سے بھی ہاں جلد اجازت لاؤ
لاکھ قیدی سہی مہماں تو ہمارے وہ ہیں
پاس لازم ہے کہ دکھ درد کے مارے وہ ہیں

لونڈیوں نے جو یہ زنداں میں خبر پہنچائی — قیدیوں کے رخِ پر نور پہ زردی چھائی
رو کے زینبؑ نے کہا۔ ہائے قیامت آئی — جلد آؤ۔ مجھے دامن میں چھپا لو بھائی
خاک پر بیٹھی ہوں منہ ڈھانپے ہوئے بالوں سے
ہند دیکھے گی مجھے قید میں ان حالوں سے

بے نوائی پہ مری گر وہ ترس کھائے گی — ڈھانپنے کو مرے بالوں کے ردا لائے گی
میں بھی بیٹی ہوں سخی کی مجھے شرم آئے گی — بی بیو مجھ سے یہ ذلت نہ سہی جائے گی
یا خدا۔ قیدیوں میں ماتم تازہ دیکھے
ہند یاں آئے تو زینبؑ کا جنازہ دیکھے

یاں بہاتے تھے حرم سن کے یہ نالے آنسو — اُدھر آتی تھی وہ دل چاک بکھیرے گیسو
تا بہ زنداں درِ شاہی سے وہ پہرہ ہر سو — لونڈیاں چار طرف بیچ میں ہند خوش خو
وسوسے دل میں جو تھے، فکر میں جاں کھوتی تھی
خواب کے دھیان میں مُنہ ڈھانپے ہوئے روتی تھی

درِ زنداں پہ جو آئی وہ کنیزِ شبیرؑ — ایک بیمار کو دیکھا کہ ہے کلفت میں اسیر
نیم جاں غش میں جو تھا بستۂ طوق و زنجیر — عطر اشکوں کا چھڑک کر یہ پکاری دلگیر
مُنہ سے بولو، مجھے کچھ حال سناؤ اپنا
جاں بلب غم سے ہوں میں نام بتاؤ اپنا

غش سے چونکا یہ صدا سن کے جو پابندِ بلا — کھول کر آنکھ کہا نام ہے قیدی اپنا
اس نے پوچھا جو مرض، بولے فراقِ شہدا — رو کے بولی کہ دوا کیا ہے۔ کہا آہ و بکا
بسترِ خاک پہ، غش آ کے، لٹا دیتا ہے
دردِ دل اٹھ کے مصلّے پہ بٹھا دیتا ہے

اس نے پوچھا کہ خطا کیا ہے۔ کہا حق طلبی — پوچھا شاہد ہے کوئی۔ بولے باریؔ والی
پوچھا ہمدرد کوئی ہے۔ تو کہا روحِ نبیؐ — پوچھا تسکیں کوئی دیتا ہے۔ کہا تشنہ لبی
بولی وہ صبح سے کھانے کو بھی کچھ پایا ہے
بولے ہاں، کیوں نہیں، دُرّہ تو ابھی کھایا ہے

پوچھا ناصر ہے کوئی، بولے چھری سب پہ چلی — پوچھا پھر کون ہے غمخوار، کہا نادِ علیؑ
پوچھا سر پر کوئی وارث ہے، کہا حق کے ولی — پوچھا مادر کا ہے کیا نام، کہا کوکھ جلی
بولی دل تھام کے وہ، باپ کو کیا کہتے ہیں
رو کے فرمایا کہ مذبوحِ قفا کہتے ہیں

پوچھا دلسوز ہے اب کون، کہا دلشکنی — پوچھا کیا درد کا درماں ہے کہا سینہ زنی
پوچھا مذہب کو تو فرمایا کہ ہیں پنجتنی — اس نے پوچھا جو وطن کو تو پکارے مدنی
بولی گھبرا کے محمدؐ کا پسر خیر سے ہے
بولے عزّ و شرفِ خیرِ بشر خیر سے ہے

پوچھا اک شہ کے برادر ہیں، کہا ہاں عباسؑ — مرتے ہیں وہ ہوئے فخرِ جنابِ الیاسؑ
پوچھا عابدؑ کا ہے کیا حال، کہا دل ہے اداس — آجکل تپ میں گرفتار ہیں وہ نیک اساس
پوچھا اکبرؑ کی دلھن آئی گھر آباد ہوا
بولے پروان چڑھے باپ کا دل شاد ہوا

ہند نے جب خبرِ آلِ پیمبرؐ پائی — شکر کرتی ہوئی رانڈوں کی طرف کو آئی
بعد مجرے کے یہ تقریر زباں پہ لائی — ہموطن ان کے ہو تم جن کی ہوں میں شیدائی
بے ردائی کی نہ فاقوں کی مصیبت جھیلو
نذرِ شبیرؑ یہ کھانا، یہ ردائیں لے لو

خواہرِ شہ نے کہا رو کے بحالِ مضطر — اس عنایت کی جزا دے تجھے ربِّ اکبر
مستحق جو ہیں کھلا ان کو یہ کھانا خواہر — ہم یونہی قید میں دلشاد ہیں دُرّے کھا کر
یہ ردائیں تری بخشی ہوئی کیونکر اوڑھیں
جن کا وارث نہ کفن پائے وہ چادر اوڑھیں

پھٹ گیا ہند کا دل سنتے ہی زینبؑ کی صدا — آگئی کانوں میں آوازِ جنابِ زہراؑ
رو کے چلائی کہ تم کون ہو بی بی میں فدا — ڈھنگ خاتونِ قیامت کے ہیں سارے بخدا
بولیں زینبؑ کہ یہ شک تیرا ہے بے جا بی بی
خلد سے قید میں کیا آئیں گی زہراؑ۔ بی بی

پیٹ کر سر کو پکاری وہ ملول و مضطر　　فاطمہ آپ نہیں، ان کی مگر ہیں دختر
بو تیں زینبؑ کہ بھلا قید ہوئیں وہ کیونکر　　جن کا عباسؑ سا بھائی۔ علی اکبرؑ سا پسر
وارث منزلت بنت پیمبرؐ۔ وہ ہیں
دو اماموں کی بہن۔ ایک کی دختر وہ ہیں

ہند چلائی کہ مرتی ہوں جلا دو بی بی　　رُخ سے یہ خاک بھرے بال ہٹا دو بی بی
میں نہ مانوں گی مجھے شکل دکھا دو بی بی　　تم کو زہراؑ کی قسم نام بتا دو بی بی
سر جھکا کر کہا ہاں فاطمہ کی جائی ہوں
اپنے ماں جائے کو کھو کر ترے گھر آئی ہوں

ہو گئے ذبح اخی اور نہ مجھے موت آئی　　میرے اکبرؑ نے جواں ہوتے ہی برچھی کھائی
ذکر کس کس کا کرے تجھ سے علیؑ کی جائی　　ایک عابدؑ کے سوا سب نے شہادت پائی
گھر محمدؐ کا جلا عترت اطہار لٹی
کربلا میں مرے ماں باپ کی سرکار لٹی

بس نسیم اب کہ ہوئے حشر کے ظاہر آثار　　غم سے کھاتے ہیں عزادار پچھاڑیں ہر بار
یوں تڑپتے ہیں غلامانِ امامِ ابرار　　جس طرح طائر بسمل کا کلیجا ہو فگار
سب یہ مظلوم کے عاشق ہیں دعا دے ان کو
ماتم شاہ کی اللہ جزا دے ان کو